الیس اللہ بکاف عبدہ — بسم اللہ الرحمن الرحیم — دیانت محنت علم

ہستی باری تعالیٰ

ارشاد باری ہے۔

قَالَ رَبُّنَا الَّذِيٓ اَعْطٰي كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى.(سورة طٰه:51)

اس نے کہا ہمارا ربّ وہ ہے جس نے ہر چیز کو اُس کی خِلقت عطا کی پھر ہدایت کی راہ پر ڈال دیا:

سامعین: یہ آیت اللہ تعالیٰ کی ہستی کی زبردست دلیل ہے۔ یہ الفاظ دراصل جواب ہیں فرعون کے اُن طنزیہ سوالات کے کہ پورا مصر تو سورج دیوتا کے مظہر کی حیثیت سے مجھے اپنا پروردگار مانتا ہے، پھر یہ تم دونوں کس پروردگار کے رسول بن کر آگئے ہو؟ اِس سے پہلے تو میں نے کسی ایسے پروردگار کا ذکر تم لوگوں سے نہیں سنا جو میری بادشاہی میں مداخلت کرے اور مجھ سے کہے کہ میں بنی اسرائیل کو تمھارے ساتھ جانے دوں۔ زمین و آسمان کا کوئی خالق ہے تو ہوا کرے، اِس سرزمین کے لوگوں کا رب اور معبود تو میں ہی ہوں۔ یہ جواب نہایت مختصر ہے، مگر اپنے اندر حقائق و معارف کی ایک دنیا لیے ہوئے ہے۔ اس پر معارف جواب کی صورت میں حضرت موسیٰؑ نے فرعون پر یہ واضح کر دیا کہ رب کہلانے کا حقدار کون ہے اور کون سی ہستی ہے جس نے ساری کائنات کو پیدا کر کے انکو چہار سو پھیلا دیا اور ان کو وہ تمام اسلوب سکھا دیئے جن سے وہ اپنی زندگی کے قرینوں کو سوار سکیں۔ گویا حضرت موسیٰؑ نے اس مختصر مگر مدلل جواب میں بتادیا کہ وہ ایک ہی ہستی ہے جو خالق قل ہے اور یہی اسکی ہستی اور اسکے رب ہونے کی دلیل ہے۔

دیکھا ہے سراج آتش و خاک آب و ہوا کوں

سب میں صفتِ ذاتِ الٰہی نظر آئی

چناچہ اگر ہم اس کائنات پر غور کریں تو اُسکی ربوبیت کے نظارے ہماری آنکھوں کو خیرہ کرتے چلے جائیں گے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ ہر شے اپنے مقصد وجود کے اعتبار سے ایک خاص قالب وہیئت رکھتی ہے اور پھر اس مقصد وجود کی تحصیل و تکمیل کے لیے اپنے اندر ایک جبلّی رہنمائی بھی رکھتی ہے۔ شہد کی مکھی کو جس مقصد کے لیے خالق نے پیدا کیا ہے اس کی تکمیل کے لیے اس کے ننھے سے وجود کے اندر اس نے وہ تمام قوتیں اور صلاحیتیں ودیعت فرمائی ہیں جو اس کے لیے ضروری ہیں اور پھر اس کی جبلّت کو یہ الہام بھی فرمادیا کہ وہ کس طرح اپنی صلاحیتوں کو استعمال کرے اور اپنے لیے شہد کا ذخیرہ فراہم کرے۔ یہی حال اس کائنات کی ہر چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی چیز کا ہے۔ ایک چیونٹی، ایک بھُنگا، ایک مکڑی، ایک بکری، ایک شیر سب کو قدرت کی طرف سے ایک خاص نوع کی خلقت اور اس کی ضرورت کے اعتبار سے ایک جبلّی ہدایت عطا ہوئی ہے۔ سب کو خدا نے الہام فرمایا ہے کہ کس طرح اور کس نوع کی اپنے لیے غذا حاصل کریں ، کس طرح اپنی اور اپنی نسل کی حفاظت کریں، کس چیز سے بچیں، اور کس چیز کو اختیار کریں اور پھر کس طرح اس کائنات کی مجموعی خدمت میں اپنا فریضہ ادا کریں۔ بلبل کی نغمہ سرائی، طوطی کی شکر فشانی اور کوئل کی کوک کس کا الہام ہے؟ ظاہر ہے کہ ان کے خالق ہی کا! تو وہی خالق ان کا اور سب کا رب بھی ہے!

صرف جان دار چیزوں ہی تک قدرت کا یہ فیض محدود نہیں ہے بلکہ چمن کے بیل بوٹے جو ثمر باری اور گل ریزی کرتے ہیں، سوسن، بنفشہ، گلاب اور سرو و صنوبر جو چمن آرائی کرتے ہیں، سیب، انار اور انگور جو دعوت شوق دیتے ہیں، آخر یہ کس کی بخشی ہوئی خلقت اور یہ کس کی عطا کردہ جبلّت ہے؟ آخر کون ہے جو ان میں سے کسی ایک چیز کے بھی خلق کا دعویٰ کر سکے یا یہ کہہ سکے کہ یہ اس کا کرشمہ ہے کہ اس نے سیب کے اندر سیب کی خاصیت ودیعت کی اور کیکر کے اندر کیکر کی۔ چمن کے ہر پودے، میدان کی ہر گھاس اور جنگل کی ہر جھاڑی میں یہ الگ الگ مزاج، الگ الگ رنگ و بو اور الگ الگ فوائد و نقصانات کون ودیعت کرتا

ہے؟جو کرتا ہے وہی رب ہے،نہ کہ ہر خرنا مشخص جو سر پر تاج اوڑھ لے اور خدائی کا دعوے دار بن بیٹھے وہ رب بن جائے۔

یہ تو اس مخلوق کا مختصر ذکر تھا جو اس کائنات کے ایک چھوٹے سے سیارے زمین پر ہے ایک نظر آسمان پر بھی ڈالیے۔یہ سورج، یہ چاند، یہ کہکشاں، یہ قوس و قزح، یہ آسمان، یہ ابر، یہ ہوا، آخر کس نے ان کو پیدا کیا اور کون ہے جس نے ان کے فرائض ان کو الہام کیے؟جس نے ان کو پیدا کیا اور ان کے فرائض الہام کیے وہی رب ہے!سورج کا اوتار بن کر تخت پر براجمان ہو جانا تو بہت آسان ہے لیکن کون ہے جو ایک منٹ کے لیے سورج کو اس کے وقت سے پہلے نمودار کر سکے یا افق سے اس کو غائب کر سکے!

ہر ایک شے میں جھلک وہ اپنی

ربوبیت کی دکھا رہا ہے

نظام اس کائنات کا جو

بحسنِ خوبی چلا رہا ہے

اس کائنات میں اشرف المخلوقات کی حیثیت انسان کو حاصل ہے۔اس کو قدرت نے بہترین خلقت بھی عطا فرمائی ہے اور نہایت اعلیٰ صلاحیتوں سے بھی نوازا ہے لیکن نہ کسی کو اپنی خلقت کے معاملہ میں کوئی دخل ہے نہ اپنی صلاحیتوں کی تخلیق ہی میں کسی کا کوئی حصہ ہے۔یہ خدا ہی ہے جس نے ہمیں ہاتھ، پاؤں، ناک، کان اور آنکھ کی قوتیں دیں اور اسی نے ہمیں جبلت و فطرت اور عقل و ادراک و شعور کی نعمتیں بخشیں۔یہ انہی چیزوں کا فیض ہے کہ آج خشکی و تری، دریا اور پہاڑ سب ہمارے لیے یکساں ہیں۔ہم سمندروں کا سینہ چیرتے اور فضاؤں میں اڑتے ہیں۔ہماری رسائی زمین کے بعید ترین گوشوں اور کونوں ہی تک نہیں بلکہ چاند و مریخ تک ہے۔بجلی اور ایٹم سب پر ہمارا تصرف ہے۔یہ سب کچھ ہے لیکن ایک لمحہ کے لیے بھی یہ

مغالطہ نہ ہو کہ یہ آپ کی اپنی پیدا کردہ صلاحیتوں کا کرشمہ ہے! جو اس مغالطہ میں ہے وہ احمق ہے! یہ سب خدا کی بخشی ہوئی عقل کا کرشمہ ہے جس کی بدولت انسان قدرت کے کچھ نوامیس دریافت کر کے چاند اور مریخ پر تاخت کرتا پھر رہا ہے۔ اگر یہ خدا کی بخشی ہوئی عقل کی رہنمائی سے اس کے کچھ قوانین دریافت کر لے اور ان سے فائدہ اٹھانے کی قابلیت پیدا کرلے تو اس پر اتنا مغرور نہ ہو جائے کہ خدا کی خدائی ہی کو چیلنج کر دے۔

حضرت موسیٰؑ نے جواب تو نہایت مختصر الفاظ میں دیا لیکن اس کے اندر تفصیل نہایت طویل مضمر ہے۔ اور اگرچہ الفاظ نہایت نرم ہیں لیکن جواب نہایت وسیع اور مدلل ہے۔ انھوں نے نہایت جامع الفاظ میں فرعون پر یہ حقیقت واضح کر دی کہ رب ہونے کا حق دار تو وہی ہو سکتا ہے جس نے خلق کیا اور ہدایت بخشی، تمہارا حصہ نہ خلق میں نہ ہدایت میں تو تم رب ہونے کے مدعی کس طرح بن بیٹھے! یہی حقیقت دوسرے الفاظ میں یوں بیان ہوئی ہے:

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلَی الَّذِیْ خَلَقَ فَسَوّٰی وَالَّذِیْ قَدَّرَ فَھَدٰی۔

اپنے اس خدائے برتر کی تسبیح کرو جس نے خاکہ بنایا پھر اس کے نوک پلک درست کیے، اور جس نے صلاحیتیں ودیعت کیں پھر ان کے استعمال کا طریقہ بتایا۔

ہر چیز کو جہاں میں قدرت نے دلبری دی
پروانے کو تپش دی، جگنو کو روشنی دی
رنگیں نوا بنایا مرغانِ بے زباں کو
گل کو زبان دے کر تعلیمِ خامشی دی
نظارۂ شفق کی خوبی زوال میں تھی

چمکا کے اس پری کو تھوڑی سی زندگی دی

رنگیں کیا سحر کو بانکی دلہن کی صورت

پہنا کے لال جوڑا شبنم کی آرسی دی

سایہ دیا شجر کو، پرواز دی ہوا کو

پانی کو دی روانی، موجوں کو بے کلی دی

الغرض حقیقت یہ ہے کہ انسان پر خدا کی حجت قائم کر دینے کے لیے اس کائنات کی وسعت اور حضرت انسان کی فطرت اور عقل کی رہنمائی ہی کافی ہے۔ اور یہ جو ہم اس جہان کائنات میں چہار سو پھیلے رب کریم کی قدرت کے کرشمے ہمیں دعوت نظارہ دے رہے ہیں اُس ہستی باری تعالیٰ کی دلیل ہے جو ہمارا خالق ہے اور اس جہان عظیم کا مالک ہے۔ پس ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اس عظیم اور اعلیٰ ہستی کی محبت میں اسکے آگے جھکنے والے بنیں اور شکر گزار انسان بنیں۔

فدا اللہ کی خلقت پہ جس کا جسم و جاں ہو گا

وہی افسانۂ ہستی کا میر داستاں ہو گا